AL-ILM Journal

Volume 6, Issue 2

ISSN (Print): 2618-1134
ISSN (Electronic): 2618-1142

Issue: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/
URL: https://www.gcwus.edu.pk/al-ilm/

Title دینی مدارس کے نظام تعلیم کا جائزہ: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Author (s): Arham Ahsan
Abdul Waheed Asad

Received on: 02 April, 2022
Accepted on: 05 September, 2022

Published on: 10 December, 2022
Citation: English Names of Authors, “Deeni Madaris ky Nizam e Taleem ka Jaiza: Seerat ul Nabi ki Roshni Main”, AL-ILM 6 no 2 (2022):126-142
Publisher: Institute of Arabic & Islamic Studies, Govt. College Women University, Sialkot

دینی مدارس کے نظام تعلیم کا جائزہ: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

ارحم احسان*

عبدالوحید اسد**

Abstract

ﷺ Seerat-un-Nabi is like a star for mankind that illuminates the path of his life and teaches him to live. The Holy Prophet ﷺ teaches mankind in every sphere of life. He is a first Teacher in Islamic History and he established the first educational institute in Madina with the name of "Suffah". Suffah institution was a residential university in which he taught Sahaba Quran, Hadith, Fiqh, and the different lessons of life. Then the scholars of Suffah have spread the message of Islam all over the world and thus the candle was lit by the candle and today we see the network of religious schools in the world of Islam and different parts of the world. But when Islam spread in the world and Muslims encountered other nations, they were introduced to many other sciences and different systems of education. Then, when came the era of colonialism, there were two categories of the educational system, first one was the Religious school system known as "Dini Madaris" and the second one was modern sciences institutions called universities. Religious educational institutes are nowadays under global discussion in the perspective of their system of education, curriculum, and other activities. The system of religious madrassas is very strongly connected with "Riwayat" and "Dirayat". Religious Madaris in Pakistan offers the eight years degree of Dars-e-Nizami which is equivalent to a Master in Arabic and Islamic studies. However, this system seems to have some difficulties in providing complete guidance to society because of the contemporary educational challenges. The objective of this article is to review and analyze the educational system of religious institutes in the context of Seerat-un-Nabiﷺ. The article will also deal with the curriculum of Madrassas and focus on Madrassa's education setup, its introduction, importance, and correspondence with human resources development.

Keywords: Seerat-un-Nabi ﷺ, Suffah institution, Religious Madaris, Colonialism, Modern Sciences Institutions, Curriculum, Educational system

---

*ایم فل سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور

**لیکچرار، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج، بھکر روڈ کلور کوٹ

دنیا میں ہر قوم، ملک، مذہب اور ملت کی اپنی تاریخ ہوتی ہے جس کے ساتھ جڑے رہنے سے ہی وہ قوم و ملت اپنی بقاء و شناخت برقرار رکھ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان اوّل پیغمبر حضرت آدمؑ کو تخلیق کیا تو ساتھ ہی انہیں علم کی دولت سے بھی سرفراز فرمایا:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَى الۡمَلٰٓـئِكَةِ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِىۡ بِاَسۡمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ 1

اس کے بعد جتنے بھی انبیاء مبعوث کئے گئے سب نے اپنی قوم کو علم حاصل کرنے کا خصوصی درس دیا۔ اس سلسلے کی آخری کڑی نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کی ذات مبارکہ ہے جن کا اپنے رب سے پہلا تعارف "اقراء" کے ذریعہ ہوا۔

الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ 2

آپ ﷺ کی زندگی کا بڑا حصہ تعلیم کی اشاعت و توسیع میں گزرا، آپ ﷺ نے عظیم الشان انقلاب کی بنیاد تعلیم پر رکھی۔ حصول علم، نشر علم اور توسیع و اشاعت علم کے لئے آپ ﷺ نے ہر وہ تدبیر اختیار کی جو اس دور میں ممکن تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً 3

ایک جگہ فرمایا:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ 4

عہد نبوی ﷺ میں جزیرۃ العرب میں اسلام پھیل چکا تھا۔ فتح مکہ کے بعد عرب کے مختلف قبائل اسلام میں داخل ہو کر قرآن، حدیث اور شرائع اسلام کی تعلیم و تعلم میں مشغول ہوگئے تھے اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ ابتدائے اسلام میں جب کوئی باقاعدہ درسگاہ نہیں تھی تو بھی رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کو مختلف طریقوں سے تعلیم دیتے تھے۔ بعض اوقات کسی صحابی کی گھر حلقہ لگتا اور بعض اوقات رسول اللہ ﷺ انفرادی طور پر صحابہ کو شرائع اسلام سکھاتے۔ موسم حج اور دیگر مواقع پر لوگوں کو قرآن سناتے اور اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرتے۔ حتی کے سفر و حضر، رات اور دن، ہر حال اور ہر مقام پر معلم انسانیت ﷺ کی ذات متحرک درسگاہ تھی۔ صحابہ اکرام رسول اللہ ﷺ سے جو سیکھتے اسے آگے پہنچاتے، اور دوسروں کو سکھاتے، اس سے متعدد علماء، قراء، فقیہہ پیدا ہوئے۔ اسی علم کی بدولت انسان نے اشرف المخلوقات کا لقب پایا۔ علم ہر دور و زمانہ میں ارتقاء کا پہلا زینہ رہا ہے۔ تعلیم و تعلم کے سلسلے کی یہی کڑی ہے جو دور حاضر سے آملتی ہے۔ وقت کے

گزرنے کے ساتھ ساتھ تعلیم و تعلم کے لئے مختلف ادارے تشکیل دیئے گئے جو زمانہ کے تقاضوں کے مطابق اپنے اندر تغیر کی صفت کو سمیٹنے لگے اور یہی تغیر آج نظام تعلیم پر تحقیق کا باعث بنا ہے۔

دینی مدارس: پس منظر

جزیرۃ العرب میں جب اسلام پھیلا تو ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے کوئی مرکزی درسگاہ نہیں تھی۔ مکہ مکرمہ میں حالات کی ناسازگاری کے باوجود کسی نہ کسی طرح قرآن کی تعلیم جاری تھی۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے ترغیب و ترہیب دونوں سے کام لیا، غیر رسمی تعلیم (Informal Education) کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے رسمی تعلیم (Formal Education) کا انتظام فرمایا5۔ رسمی تعلیم کا انتظام حصول علم کی درسگاہوں کی صورت میں کیا گیا جو بعد میں باضابطہ ادارے اور مدرسوں کی صورت اختیار کر گئے۔ اس دور میں مسجد ابو بکر، دار ارقم، بیت فاطمہ بنت خطاب،۔ مسجد ابو بکر میں کوئی عالم و متعلم نہ تھا البتہ تلاوت قرآن کے لیے مکہ مکرمہ میں پہلا مرکز تھی۔

ثم بدا الابی بکر فابتنی مسجدا بفناء داره و برز فکان یصلی فیه ویقرء القرآن6

حضرت خباب بن ارت مکہ میں بیت فاطمہ بنت خطاب میں قرآن کی تعلیم دیتے تھے7۔ ابن ہشام نے لکھا ہے:

وعندها خباب بن الارت معه صحیفة فیها طه یقرء هما ایاها8

اسی طرح مکہ میں دار ارقم کو مرکزی درسگاہ کی حیثیت حاصل تھی۔ اس کو دار الاسلام اور مجتبیٰ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے9۔ مستدرک حاکم میں ہے:

کان النبی یسکن فیها فی اول الاسلام و فیها یدعوا الناس الی الاسلام فاسلم فیها قوم کثیر10

قدیم الاسلام اور جدید الاسلام صحابہ کو اسی دار ارقم میں قرآن اور دین کی تعلیم دی جاتی تھی۔ امام ابو الولید ارزقی اپنی کتاب اخبار مکہ میں لکھتے ہیں:

یجتمع هو و اصحابه عند اللارقم بن ابی الارقم ویقرء هم القرآن ویعلمهم فیه11

حضرت سالم مولی ابو حذیفہ ہجرت عامہ سے پہلے قباء میں، حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم نقیع الخمات میں اور حضرت رافع بن مالک زرقی مسجد بنی زریق میں تعلیمی خدمات انجام دیتے تھے۔ یہ سب مکہ کے فضلاء و فارغین ہیں۔ ان کے اصحاب و تلامذہ مدینہ منورہ کی مسجدوں میں امامت اور تعلیم کی خدمت انجام دیتے تھے۔12 ہجرت عامہ کے بعد مدینہ منورہ میں تعلیم کے لئے درسگاہیں قائم کی گئیں۔

مدینہ منورہ میں مرکزی درسگاہ "صفہ" قائم ہوئی جس میں سید العالمین ﷺ تعلیم دیتے تھے۔ نیز حضرت ابو بکر، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبادہ بن صامت، وغیرہ اس درسگاہ کے معلم و مقری تھے۔13 درسگاہ صفہ کو پہلی Residential University کا نام دیا گیا یعنی یہ پہلی اقامتی درسگاہ تھی جو رسول اللہ ﷺ نے قائم فرمائی، شہر کے باشندے وہاں آکر رہتے اور تعلیم حاصل کرتے۔14۔ مدینہ طیبہ کے علاوہ کوفہ، بصرہ اور فسطاط مشہور علمی مراکز تھے۔ اصل میں مدرسہ کی تاریخ مسجد سے ہی شروع ہوتی ہے۔

اسلامی ممالک میں مساجد کے پہلو بہ پہلو مدارس و مکاتب کے قیام کا عام رواج رہا ہے۔ محمود غزنوی اور اس کے امراء کے توسط سے یہ طریقہ ہندوستان میں رائج ہوا۔ برصغیر کو غزنی، دمشق اور بغداد سے صرف مسجد میں مدرسہ قائم کرنے کی روایت ورثے میں نہیں ملی بلکہ یہ مدرسے ایک پورا نظام تعلیم اپنے ساتھ لائے جو ابتدائی تعلیم، ثانوی تعلیم، اور اعلی تعلیم کے تین درجوں پر مشتمل تھے۔ ابتدائی مدارس کے طرز پر ثانوی مدارس بھی مسجدوں میں قائم ہوئے اسی طرح سلجوقی ترکوں کے وزیر نظام الملک نے پہلا سرکاری ثانوی مدرسہ 1066ء میں بغداد میں قائم کیا جو اس کے نام پر نظامیہ بغداد کہلایا۔ فلپ حتی کے الفاظ میں یہ "پہلی حقیقی اکیڈمی 15" تھی جو دنیائے اسلام میں قائم ہوئی، بارہویں صدی تک عراق کے مدارس اسلامی دنیا میں تعلیم کا مرکز بنے رہے۔ نصاب اور تنظیمی امور میں انھوں نے مصر اور اسپین اور بعد میں برصغیر کے مدارس پر اثر ڈالا16۔

عثمانی ترکوں کے زمانے تک تعلیمی نظام نے ابتدائی مدارس، ثانوی مدارس اور اعلی مدارس کی واضح اور نمایاں شکل اختیار کر لی تھی۔ ابتدائی مدارس بدستور مسجدوں سے ملحق رہے جن میں قرآن لکھنے پڑھنے، قواعد حساب اور عربی ادب کی تعلیم دی جاتی تھی۔ نظام الملک نے ثانوی تعلیم کو مسجد سے الگ کیا اور علیحدہ عمارتوں میں ثانوی مدارس قائم کرنے کی ابتداء کی، صلاح الدین ایوبی اور نورالدین محمود زنگی نے اس مہم کو آگے بڑھایا۔ اعلی مدارس میں وہ تمام علوم پڑھائے جاتے تھے جن کا تعلق قرآن اور حدیث سے تھا مثلاً تفسیر، اصول تفسیر، اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، علم عقائد و کلام اور علم الفرائض۔ یہی علمی سرمایہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو تاریخ سے ورثے میں ملا17۔

مغلیہ سلطنت کے زوال تک ہندو مسلمان اکٹھے عام مکاتب میں تعلیم پاتے تھے۔ بیشتر مدارس میں رائج نصاب تعلیم جو درس نظامی کہلاتا ہے ملا نظام الدین فرنگی محلی کا اختیار کردہ ہے۔ اس نصاب میں نحو، منطق و فلسفہ اور فقہ و اصول فقہ پر خاص زور دیا گیا ہے۔ بیشتر مدارس میں جو شاہ ولی اللہ دہلوی سے منتسب ہیں دورہ حدیث کا انتظام ہے۔ بعض مدارس میں طب کی کتابیں داخل نصاب رہی ہیں18۔ عالم اسلام میں مغربی استعمار کے اثر و رسوخ اور قبضہ و تسلط سے مدارس کا نظام تعلیم و تربیت بری طرح متاثر کیا۔

دینی مدارس کا موجودہ نظام تعلیم

پاکستان میں لاتعداد رجسٹرڈ دینی مدارس موجود ہیں جو کہ تنظیمات المدارس پاکستان کے پانچ مختلف مسلکی اور نظریاتی بورڈز (وفاق المدارس العربیہ ملتان، تنظیم المدارس لاہور، وفاق المدارس السلفیہ فیصل آباد، رابطۃ المدارس الاسلامیہ لاہور، وفاق المدارس الشعیہ لاہور، جب کہ حال ہی میں حکومت نے 5 نئے بورڈز کی منظوری بھی دی ہے) کے زیر نگرانی امتحانات منعقد کرواتے ہیں۔ ان تمام مدارس میں کسی قدر ترمیم کے ساتھ "درس نظامی" کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان مدارس میں عموماً آٹھ سالہ تعلیم دی جاتی ہے جس کو عامہ، خاصہ، عالیہ اور عالمیہ کا نام دیا جاتا ہے جو کہ بالترتیب میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے کے مساوی تسلیم کیا جاتا ہے۔ شہادۃ العالمیہ کی سند کے لئے ہائیر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد، پاکستان ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کی معادلانہ سرٹیفکیٹ (Equivalency Certificate) جاری کرتی ہے جب کہ باقی دیگر اسناد کے لئے IBCC Islamabad اور متعلقہ یونیورسٹیاں دو لازمی مضامین (انگریزی اور مطالعہ پاکستان) پاس کرنے کے بعد میٹرک ایف اے اور بی اے کے اسناد جاری کرتی ہیں۔

اگر موجودہ دینی مدارس کے نظامِ تعلیم اور نصاب کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مدارس کے نصاب میں زیادہ تر علوم القرآن، علوم الحدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، منطق، نحو، صرف، عربی زبان و ادب کی تعلیم جاتی ہے۔ درس نظامی کے اس نصاب میں قرآن پاک کا مکمل ترجمہ اور تفسیر شامل ہے جو طلباء کو پڑھائی جاتی ہے۔ تخصص فی الفقہ تخصص فی القرآن اور تخصص فی الحدیث بھی ہوتا ہے۔ دینی مدارس میں تعلیمی سال کے اختتام پر دورہ تفسیر کروانے کا رجحان بھی پایا جاتا ہے۔ ان میں چند مدارس کا نصابِ تعلیم منتظمین کی توجہ سے اپ ڈیٹ ہو گیا ہے لیکن بعض مدارس کا نظام بدستور پرانا قائم ہے۔

دینی مدارس کا موجودہ نظام تعلیم اور نصاب تعلیم البتہ کامل و مکمل سمجھا جاتا ہے لیکن آج جب ہم اکیسیوں صدی کی بھی ایک دہائی پار کر چکے ہیں تو اس نظام میں ایک خلا نظر آتا ہے۔ جدید اجتماعی و سیاسی تغیرات نے بہت سے قومی و مذہبی مسائل کو موضوع بحث بنادیا ہے۔ اور زندگی کے بہت سے شعبوں اور اداروں کی ضرورت اور فائدہ پر تنقید و بحث کا دروازہ کھل گیا ہے۔ اس لئے دینی مدارس کے نظام کو اپنی اساس کو باقی رکھتے ہوئے زمانہ حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے کی ضرورت ہے۔ مذہب امت مسلمہ کے خمیر اور ترکیب میں داخل ہے19۔ اس کو کسی صورت پس پشت نہیں ڈالا جاسکتا لیکن جدید زمانہ کے چیلنجز کا سامنا کرنے کے لئے مذہبی و دینی علوم پر جتنی توجہ مرکوز ہونی چاہیئے اتنی ہی عصری علوم کو اہمیت دینے کی ضرورت ہے۔

دینی مدارس کے نظام میں کیا خلا موجود ہے اور اس کی بہتری کے لئے کونسے طریقہ کار اختیار کئے جاسکتے ہیں، سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے۔

دینی مدارس کا نظام تعلیم: سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں

دینی اداروں کے لیے ماڈل اور نمونہ "صفہ" کی عظیم درسگاہ کو بنایا جاسکتا ہے۔ جس کے ماڈل پر ہماری درسگاہوں کا نصاب اور ان میں تعلیم دینے کا طریقہ کار ہو سکتا ہے۔ موجودہ دینی مدارس میں صرف دینی اور اسلامی علوم پر توجہ دی جاتی ہے جبکہ رسول اکرم ﷺ نے دینی درسگاہ صفہ میں اصحاب صفہ کو صرف کتاب و سنت اور فقہ و فتویٰ کے علوم نہیں سکھائے بلکہ دیگر علوم و فنون کو سیکھنے کی تعلیم دی چنانچہ صفہ کے بالواسطہ یا بلاواسطہ فیض علمی کی بدولت مختلف اسلامی علوم و فنون کے ماہرین پیدا ہوئے۔ مثلاً علم الانساب میں سیدنا ابو بکر صدیق، ابوالجہم بن حذیفہ، جبیر بن مطعم سب سے بڑے عالم تھے، ان کے علاوہ حضرت عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب اور عقیل بن ابی طالب بھی اس میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ زید بن ثابت سریانی زبان کے عالم تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے چند دنوں میں اس زبان میں لکھنے پڑھنے کی مہارت حاصل کر لی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق تعبیر رویا میں سب سے آگے تھے۔ عبد اللہ بن عباس حدیث، تفسیر، مغازی، اشعار اور ایام عرب میں جامعیت کے مالک تھے، حضرت ابوالدرداء حدیث، فقہ، فرائض، حساب اور اشعار عرب کے جامع و معلم تھے۔ حضرت عقبہ بن عامر جہنی قرآت، فرائض و فقہ کے عالم، شاعر، کاتب اور فصیح و بلیغ جلیل القدر محدث تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ حدیث و فقہ کے ساتھ ساتھ انساب عرب، اشعار عرب اور علوم نبوی ﷺ کی مرجع تھیں20۔

صہیب بن سنان رومی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی اور اسفار کے خاص راوی تھے اور اپنے شاگردوں سے صرف ان ہی کو بیان کرتے تھے، عبد اللہ بن عمرو بن عاص سریانی اور عبرانی زبان سے واقف تھے اور تورات پڑھتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ نے تورات نہیں پڑھی تھی لیکن اس کے مضامین سے اچھی طرح واقف تھے، اس کی شہادت کعب احبار نے دی ہے، وہ فارسی اور حبشی کے بھی عالم تھے۔ سلمان فارسی کی مادری زبان فارسی تھی، ایک روایت کے مطابق اہل فارس نے ان سے سورہ فاتحہ کے فارسی ترجمے کی خواہش کی تو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کا ترجمہ بنام یزداں بخشایندہ" کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا اور اہل فارس نے اس ترجمہ کو پڑھنا شروع کیا اور جب ان کی زبان میں نرمی پیدا ہو گئی تو عربی میں پڑھنے لگے21۔

ترمذی کی روایت کے مطابق خود حضرت زید بن ثابت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تھا، چنانچہ ان کا بیان ہے

امر رسول اللہ وسلم أن أتعلم السريانية-22

حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نصف مہینہ میں ہی یہودی زبان و تحریر پر قادر ہو گیا اور اتنا ماہر ہو گیا کہ یہود کی طرف سے جو خط آتے تھے ان کو آپ کے سامنے ہی پڑھتا تھا۔ حضرت زید ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے ان کو حکم دیا کہ یہود کی زبان سیکھو پھر میں نے اس کو پندرہ دن میں سیکھ لیا23۔

حضرت زید نبی کریم کی خدمت و معیت میں رہ کر اس وقت کے شاہان کو خط لکھا کرتے تھے اور ساتھ ہی وحی لکھنے پر بھی مامور تھے۔ آپ کے بارے میں منقول ہے:

وکان زید بن ثابت یکتب الی الملوك مع ما کان یکتبه من الوحی 24

جدید علوم کے حصول کے متعلق حضور کا ارشاد ہے کہ:

تعلموا النجوم ما تہتدون به فی ظلمات البر والبحر 25

اسی طرح ایک دوسری جگہ ارشاد گرامی ہے کہ:

تعلموا الرمی والقرآن 26

حضرت عمر فاروق کی والدین کو یہ ہدایت سامنے آتی ہے کہ:

"اپنے بچوں کو تیراکی، شہسواری، مشہور ضرب الامثال اور اچھے اشعار سکھاؤ"27۔

حضرت عمر بن عبد العزیز نے حدیث اور مغازی کے درس کا حکم دیا28۔ درج بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ کس طرح رسول اللہ ﷺ اور صحابہ نے تعلیم و تعلم کے حصول کے لئے کوششیں کیں، درسگاہیں قائم کیں اور قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ نئے علوم و فنون کے سیکھنے کی تلقین کی۔

دینی مدارس اور عصری علوم

کسی معاشرے میں مدارس کی اہمیت وہی ہے جو جسم انسانی میں اعضائے رئیسہ کی ہوتی ہے۔ ان مدارس کے قیام کا اولین اور اہم ترین مقصد ایسے مصلحین کی تیاری ہوتی ہے جو ہر طرح کے تحدیات کا کمال جرات و بے خوفی سے مقابلہ کر سکیں اور یہ کام اسی وقت ممکن ہے جب کہ مدارس کے طلبہ معاصر حالات وافکار اور زمینی حقائق سے بخوبی واقف ہوں۔ مسلمانوں نے اپنی تاریخ میں معاصر علوم کے حصول پر بھرپور توجہ دی ہے، بنو عباس کی حکومت کے زمانہ میں جب یونانی علوم کا ستارہ اقبال بلند ہوا اور ان علوم کے ذریعہ عقیدہ اسلامی پر حملے شروع ہوئے تو مسلمان علماء اور بالخصوص امام غزالی نے ان جید علوم کو داخل نصاب کیا اور انہیں اسلام کے دفاع کا ذریعہ بنایا۔ مسلمانوں نے ان علوم میں مہارت پیدا کر لی تھی۔ جلد ہی مسلمانوں نے سماجی علوم میں منطق، فلسفہ، علم

النفس، علم الکلام اور زبانوں میں یونانی، عبرانی، ترکی، فارسی، وغیرہ سیکھی اور سیکھائیں۔ اسی طرح سائنسی علوم میں طب (میڈیکل)، ہندسہ (انجینئرنگ)، ریاضی، ہیئت و فلکیات (اسٹرانومی)، اور کیمیا (کیمسٹری) وغیرہ جیسے علوم مسلمان معاشرے میں پڑھے پڑھائے جانے لگے۔ ایک وقت تھا جب صقلیہ میں فریڈرک دوم اور اس کے جانشینوں نے مختلف علوم و فنون کی عربی کتابیں لاطینی زبان میں بکثرت ترجمہ کرائیں۔ عربی کتابوں کے لاطینی تراجم سے انہوں نے خوب فوائد حاصل کیے۔ مسیحی یورپ نے مسلمانوں کے علوم راجر بیکن سے سیکھے جس نے خود آکسفورڈ کے علاوہ پیرس میں قیام کر کے مسلمانوں کے علوم سیکھے تھے وہ برملا یہ اعتراف کرتا تھا کہ:

اس کے معاصرین کے لئے علم صحیح کا واحد ذریعہ صرف عربی زبان اور اس کے علوم ہیں اسے اعتراف تھا کہ اس نے ارسطو کا فلسفہ، ابن رشد کی تصانیف کے تراجم سے سیکھا ہے29۔

عالم اسلام موجودہ وقت میں دو قسم کے متوازی نظامِ تعلیم میں بٹ گیا ہے۔ ایک طرف جدید عصری تعلیمی ادارے ہیں، اور دوسری طرف دینی مدارس ہیں۔ جبکہ پہلے ایسا نہ تھا۔ تمام علوم دینی مدارس اور مساجد میں پڑھائے جاتے تھے اور دینی و دنیوی علوم یا خالص دینی اور عصری علوم میں کوئی فرق و امتیاز نہ برتا جاتا تھا۔ ماضی میں ہندوستان کی نصابی تاریخ کو دیکھا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ خالص دینی علوم کے ساتھ ساتھ دوسرے علوم کے طور پر دیگر سماجی و سائنسی علوم بھی پڑھائے جاتے تھے۔ اسی زمانے میں فارسی کو سرکاری زبان قرار دیا گیا اور سنسکرت کی تدریس بھی شروع ہو گئی۔ بقول شبلی، موسیقی بھی درس گاہوں میں پڑھائی جاتی تھی30۔ ملا نظام الدین نے جو نصاب بنایا جو آج درس نظامی کے نام سے مشہور ہے اس میں تفسیر، حدیث، فقہ و اصول فقہ، کلام کے علاوہ بلاغت، منطق، فلسفہ، ریاضی شامل تھے، اس میں قرآن و حدیث کا حصہ بہت تھوڑا تھا۔ عصری تعلیم کے ادارے اور دینی تعلیم کے اداروں کی یہ تفریق سامراجی نو آبادکاری (Colonialism) کے بعد یہ تقسیم ہوئی۔ آج عصری تعلیم کے لئے سکول، کالجز، یونیورسٹیز کا نام لیا جاتا ہے اور دینی تعلیم کے لئے مدارس کا نام لیا جاتا ہے۔ اس تفریق کو مٹانے کے لئے اور علوم سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ عصری تعلیمی اداروں میں بنیادی مذہبی تعلیم کا اجراء کیا جائے۔ دونوں اداروں کے طلباء و طالبات کے درمیان موجود اس فاصلے کو ختم کیا جائے اور انہیں ایک ساتھ بٹھا کر مختلف علمی بیٹھکیں کروائی جائیں تاکہ وہ ایک دوسرے کو غیر مرئی مخلوق نہ سمجھیں۔ درج ذیل میں وہ اہم امور ذکر کئے جاتے ہیں جنہیں دینی مدارس کے نظام تعلیم میں شامل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

انگریزی زبان:

انگریزی زبان کی اہمیت آج کے دور میں ایسے ہے جیسے جسم میں ریڑھ کی ہڈی، انگریزی زبان کو عالمی اور مرکزی زبان کی حیثیت حاصل ہے۔ ایک عالم جو دینی علوم کا علمبردار اور داعی ہے اگر انگریزی سے نابلد ہے تو اغیار کی طرف سے آنے والی یلغار کا سامنا کس طرح کرے گا، اس سے بھی بالاتر بہت سی عربی کتب اور عربی ادب و مواد کا ترجمہ انگریزی میں کیا گیا ہے، دینی علوم کا کثیر مواد انگریزی میں ملتا ہے، اگر اسے انگریزی سے ہی واقفیت نہیں تو انگریزی میں موجود مواد کے علم کا دعویدار کس طرح ہو سکتا ہے؟ اسلئے اس زبان سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔ موجود زمانہ میں درپیش چیلنجز کا سامنا کرنے کے لئے اور دنیا کو یہ بتانے کے لئے کہ دینی مدارس صرف مذہب و روایت کا علم نہیں دیتے بلکہ دنیا کے ساتھ چلنا سکھاتے ہیں۔ دینی مدارس کو اپنے اندر عالمگیری صلاحیت کو پیدا کرنا ہوگا جس سے تعلیمی انقلاب لایا جا سکے۔ زمانہ قدیم میں جب یونانی زبان کو سیکھنے کا چلن عام ہوا تو علمائے کرام نے اس کو رد کرنے کی بجائے، دیگر معاشروں سے بڑھ کر اسے اپنایا۔ متعدد علمائے کرام نے اس زبان میں مہارت حاصل کی اور یونانی علوم کو عربی میں منتقل کیا۔

سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت:

آج کی دنیا سائنس اور ٹیکنالوجی کے بغیر ادھوری ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ٹیکنالوجی نے انسان کی زندگی کو مقید کر لیا ہے۔ ہر جگہ، ہر چیز میں اس کا استعمال نظر آتا ہے۔ حتی کہ کرونا کی وباء کے بعد جب دنیا دوبارہ معمول کے طرف آنے کی کوشش کر رہی ہے تو اس میں سعودی حکومت نے حرمین شریفین کی زیارت اور ریاض الجنۃ کی زیارت کے لئے تصریح کو لازم قرار دیا ہے۔ تصریح کے بغیر آپ حرمین شریف کی زیارت کر سکتے ہیں نہ ریاض الجنہ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ تصریح وہ اجازت نامہ ہے جو موبائل میں ایک ایپ "توکلنا اور اعتمرنا" سے بکنگ کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔ یہ ایپ سعودیہ عرب میں موجود ہر شخص کے موبائل میں موجود ہونا ضروری ہے اس کے بغیر کسی دوکان، بازار میں داخلہ نہیں ہو سکتا۔ جس طرح سعودی حکومت نے ہر انسان کو موبائل کے ساتھ باندھا ہے اس میں یہ تصور کیسے کیا جا سکتا ہے کہ ٹیکنالوجی کے بغیر اس دنیا میں ترقی کی منازل طے ہو سکتی ہیں؟

ایک عالم دین کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اسے جدید ٹیکنالوجی اور ان کے آلات کا استعمال آتا ہو۔ اس لئے حسب ضرورت اس کو نصاب میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں نظام کائنات پر غور و فکر اور تدبر کرنے اور آفاق و انفس کا مشاہدہ کرنے کی دعوت دی ہے۔ یہی سائنس کا مفہوم ہے۔ قرآن میں طاقت اور بلند معیار کی اسلحہ سازی کا حکم ہے اور یہ چیز ٹیکنالوجی کے

بغیر حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ سمجھ لینا کہ جدید علوم محض دنیاوی ہیں اور اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں، مناسب نہیں ہے۔

معلم انسانیت، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور حکم "اقرا" کے فیضان سے علوم وفنون، فکر وفلسفے، مثالی تہذیب و تاریخ، سائنس و ٹیکنالوجی اور عظیم تہذیب و تمدن کا آغاز ہوا اور دنیا علمی تہذیبی و ثقافتی حوالے سے نئے دور میں داخل ہوئی اور امت مسلمہ کئی صدیوں تک تعلیم، تہذیب و ثقافت، سائنس اور ٹیکنالوجی میں دنیا کی امام رہی۔ موجودہ سائنس و ٹیکنالوجی اسی مثالی عہد کی یاد داشت اور پیداوار ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے کہ:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ31

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں، اور رات اور دن کے بدلنے میں، اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کی نفع دینے والی چیزیں لے کر چلتے ہیں، اور اس پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس میں ہر قسم کے چلنے والے جانور پھیلاتا ہے، اور ہواؤں کے بدلنے میں، اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کا تابع ہے، البتہ عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

دلائل ربوبیت میں کتاب اللہ کی پیش نظر آیت بہت ہی جامع اور واضح ہے۔ جس میں مختلف مظاہر ربوبیت کا تذکرہ کرکے اہل علم و دانش کو ان مظاہر میں موجود نظام فطرت کے حقائق منظر عام پر لانے کی تاکید کی گئی ہے۔ پیش نظر آیت میں آٹھ قسم کے دلائل ربوبیت بیان کئے گئے ہیں جو زمین سے لے کر آسمان تک تمام مظاہر ربوبیت پر محیط ہیں اور ان مظاہر و دلائل کی تفصیل اور ان میں موجود حقائق و معارف کے استنباط کے لئے درج ذیل علوم کا مطالعہ ضروری ہے۔

علم تخلیق کائنات (Cosmology)

علم فلکیات (Astronomy)

فلکی طبعیات (Astrophysics)

علم موسمیات (Meteorology)

علم ارضیات (Geology)

علم ارضی طبعیات(Geophysics)

علم جغرافیہ(Geography)

علم معدنیات(Mineralogy)

علم طبعیات(Physics)

علم کیمیا(Chemistry)

علم حیاتیات(Biology)32

اس آیت کو پیش نظر رکھا جائے تو دل غمگین ہوتا ہے کہ کون لوگ ہیں جو ان علوم کے حاصل کرنے کو ثواب نہیں سمجھتے؟ انسان ڈاکٹر ہو یا عالم اگر اپنا حق صحیح معنوں میں ادا کر رہا ہے تو ثواب کا حقدار ہے۔ جتنی اہمیت ایک ڈاکٹر کی ہے اتنی ہی عالم دین کی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کائنات کے رازوں کی تحقیق کی دعوت دیتا ہے تاکہ اپنی عقل و جستجو کے ذریعے نئی ایجادات کر کے معاشرے کو خوشحالی اور امن کا گہوارہ بنایا جائے۔ اس سلسلے میں مولانا شہاب الدین ندوی لکھتے ہیں کہ:

انسان کو سب سے پہلے جو علم عطا کیا گیا وہ علم اشیاء ہے۔ یعنی تمام موجودات عالم اور ان کی خصوصیات و امتیازات کا علم۔ اس کو ہم مختصر طور پر "علم اسماء" یا علم مظاہر کائنات کہہ سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں سائنس جن چیزوں سے بحث کرتی ہے وہ وہی موجودات عالم ہیں33۔

سائنسی علم موجودات پر تحقیق کا نام ہے اور خالق کائنات نے سب سے پہلے آدم کو موجودات کی طرف توجہ دلا کر اس کا علم حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اسی طرح شیخ طنطاوی اشیاء کے علوم سے واقفیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

فمن لم يقدر معرفة مراتب الأشياء لا يستحق أن يكون خليفة عليها34

حاصل کلام یہ کہ ٹیکنالوجی اور سائنسی علوم کو نصاب میں بقدر ضرورت شامل کرنے سے مثبت اثرات مرتب ہوں گے اور لامتناہی استفادہ حاصل ہو گا۔

میڈیا سیل کا قیام:

آج کا دور سوشل میڈیا کا دور ہے۔ واٹس ایپ، فیس بک، یوٹیوب، انسٹا گرام اور دیگر ایپس سے ہماری نوجوان نسل کو اغوا کر لیا گیا ہے لیکن پورے عالم اسلام میں اس برائی کے آگے بند باندھنے کی جیسی کوشش ہونی چاہیے وہ

نہیں کی گئی کوئی ایسی ایپ ابھی تک مسلمان اسکالرز کی طرف سے متعارف نہیں کروائی گئی جو ان کا مقابلہ کر سکے اور نوجوان نسل کو اپنی طرف مائل کر سکے۔ میڈیا ہی اب لوگوں کے مائنڈ سیٹ تبدیل کرتا ہے اور افرا تفری پھیلانی ہو یا امن کی پکار اس کی کاوشیں سب سے زیادہ پر اثر ہیں۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنانا میڈیا کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے اس لیے مسلمان علماء کو اس فیلڈ میں اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنا ہوگا تاکہ اس بے حیائی کے سامنے بند باندھا جا سکے۔

اسلامی بینکاری کی خصوصی تعلیم:

دور حاضر میں بینک اور معیشت کا تعلق چولی دامن کے ساتھ کا سا ہو گیا ہے۔ آپ بینک اکاؤنٹ کے بغیر کوئی مسجد یا مدرسہ بھی رجسٹر نہیں کروا سکتے تو یہ وقت کی ضرورت ہے کہ مسلم علماء کو اسلامی بینکاری میں مزید دلچسپی لینا ہو گی۔ اگرچہ اس معاملے میں 2002 کے بعد کافی کوششیں کی گئی ہیں اور اب دینی مدارس میں تخصص فی الاقتصاد الاسلامی کا کورس بھی متعارف کروا دیا گیا ہے (لاہور میں انوار الصفہ ٹرسٹ کا پہلا بیج جو مفتیان کرام پر مشتمل ہے اس کی عمدہ مثال ہے) بینکنگ سیکٹر کے علاوہ مختلف تجارتی و سرمایہ دار اداروں میں بھی شرعیہ ایڈوائزر کی ضرورت موجود ہے۔

فارغ التحصیل علماء کے معاشی مسائل کا حل:

دینی مدارس کے رجسٹرڈ طلباء کرام کی تعداد ہزاروں کی بجائے لاکھوں میں جا پہنچتی ہے اور ہر بورڈ لاکھوں طلباء کو ڈگری جاری کرتا ہے۔ لیکن اس ڈگری کی کامیاب تکمیل کے بعد ان طلبا کی معاشی ذمہ داری کون اٹھائے گا؟ کون سی جابز ہیں جو ان کے لیے پیدا کی جائے گی؟ کون سے ایسے شعبہ جات ہیں جن میں ہم علماء کرام کی خدمات لے سکتے ہیں؟ اس معاملہ میں اکثر مدارس میں کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا جارہا۔ علماء کرام کو ہنر کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے تاکہ وہ معاشرے میں کسی پر بوجھ بننے کی بجائے ایک خود مختار زندگی گزار سکیں۔

خلاصہ بحث

دین کی تعلیم کو عام کرنے کے لیے دینی اداروں کا قیام بہت ضروری ہے کیونکہ:

"مسلمانوں کو اگر صاحب شریعت کتاب قوم بن کر رہنا ہے تو مذہب کے محافظین وحاملین اور شریعت کے ترجمان وشارحین کی ضرورت ہے جن کے پیدا کرنے کے لئے ایسے اداروں اور مراکز کی ضرورت ہے جہاں پر ان کو تیار کیا جاسکے"35۔

دارارقم اور صفہ کی درسگاہ سے شروع ہونے والا سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے۔ روایت سے جڑے رہنے کی وجہ سے دینی اعتبار سے مدارس اپنا نظام و عمل بخوبی سرانجام دیتے آئے ہیں اور دے رہے ہیں۔ دینی مدارس کا نظام تعلیم عموماً آٹھ سال کا ہے۔ جس میں بنیادی علوم کو پڑھایا جاتا ہے۔ اصحاب صفہ سے تیار شدہ قائدین صرف دینی قیادت کے اعلیٰ منصب پر ہی فائز نہیں تھے بلکہ دنیاوی قیادت پر بھی فائز نظر آتے ہیں جس کی بنیادی وجہ دین و دنیا کی دوئی کا جو تصور بعد میں سامراجی قوتوں کے زیر اثر اسلام میں در آیا ہے اس کا نہ ہونا تھا۔ ایک ہی مدرسہ سے امام اور بادشاہ تیار ہو کر نکلتے۔ اسی جامعہ سے قابل ترین حکیم و معمار بھی ظاہر ہوتے، بین الاقوامی قوانین کے ماہرین و تجارت کی راہوں کے مسافر، منصب قضاء کے علمبردار و میدان جنگ کے شاہسوار، علم طریقت و معرفت کے راز دار ہوں یا علم شریعت کے آزمودہ کار سب کی رہنمائی کے لئے ایک ہی جگہ خشت اول کا کام دیتی تھی اور پھر وہ اپنے اپنے ذوق و اہلیت کے مطابق اپنے شعبہ جات میں ایسی مہارت حاصل کرتے کہ دیکھنے والے دنگ رہ جاتے۔

دینی اداروں میں قدیم طریقوں کے ساتھ ساتھ جدید طریقوں کو اپنایا جائے جس سے افہام و تفہیم کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی جیسا کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے طلباء کو مشورہ دیا کرتے تھے۔

سفارشات و تجاویز

دینی مدارس کے جید علماء سیرت نبوی ﷺ کے روشنی میں نصابِ تعلیم کا بغور جائزہ لیں اور نصاب میں مناسب تبدیلیاں کریں، ایسا نصاب مرتب کریں جو دینی علوم میں مہارت اور پختگی کا پیش خیمہ ہونے کے ساتھ ساتھ زمانہ حاضر کی تند ہوا کا سامنا کر سکے۔

دینی مدارس کے نظام تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے نصابی سرگرمیوں اور غیر نصابی سرگرمیوں کا اجراء کیا جائے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا معاشی، معاشرتی اور سیاسی پہلو بھی طلباء کی گوش گزار کیا جائے تاکہ وہ اس بات سے آگاہ ہو سکیں کہ جتنی جدیدیت اسلام میں ہے اور کہیں نہیں۔ اسلام کو صرف ایک روایتی دین سمجھنا درست نہیں کہ جس میں زمانے کے تغیر سے منہ پھیر لیا جاتا ہے۔ بلکہ اسلام تو زمانہ کے ساتھ چلنا سکھاتا ہے۔

فیڈرل بورڈز کی طرز پر تمام صوبائی بورڈز کے مختلف کلاسز کے نصاب بھی قومی تعلیمی پالیسوں کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں جن میں سیرت ﷺ کی تفہیم ترجیحات میں اول ہو۔

درس نظامی کے موجودہ نظام کو برقرار رکھتے ہوئے اس میں انگریزی زبان اور عصری علوم کو بنیادی معلومات کی حد تک شامل کیا جائے، عصری علوم اور دینی علوم کے درمیان جو خلیج ہے اس کو دور کرنے کے لئے اداروں کے خلیج کے دور کرنا نہایت ضروری ہے۔

اسی طرح عصری تعلیمی اداروں میں بھی بنیادی دینی علوم کو شامل کرنا نہایت ضروری ہے۔ ایسی علمی مجلسیں اور ایسے علمی حلقوں کا اجراء کیا جائے جن میں ڈاکٹرز، انجنیئز اور علماء اکرام روبرو بیٹھ کر گفتگو کر سکیں تا کہ دینی اداروں سے پڑھنے والے اور یونیورسٹیز سے پڑھنے والے ایک دوسرے کو اپنے اپنے معیارات پر نہ پرکھیں۔

حوالہ جات وحواشی

1 البقرۃ2:31

Al-baqara, 2: 31

2 العلق:4،5

Al- Alaq :4-5

3 البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، حدیث رقم 3302

Al Bukari, Muhammad bin Ismail, Abu Abdullah, Sahih Bukhari, Kitaab ul Hadith ul Anbiya, Baab Ma Zikr an Bani Israil, Hadtih: 3302

4 الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي، شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، 1998ء، 1/291،88

Al-Ihsan fi Taqreeb Sahih Ib Habban, Muhammab bin Habban bin Ahmad bin Habban bin Maaz bin Mabad, Mosat ur Risala, Berut, 1998, 1/88, 291

5 رب نواز، پروفیسر، آنحضور ﷺ کی تعلیمی جدوجہد، ادارہ تعلیمی تحقیق، 3، بہاول شیر روڈ، مزنگ لاہور، ستمبر 2001، ص 11

Rab Nawaz, Prof., An-Hazoor (S.A.W.W) ki Taleemi Jadojahad, Idara e Taleem e Tahqeeq, Lahore, 2001, Pg: 11

6 ابن ہمام، عبدالرزاق، الصنعانی، المصنف، للمجلس العلمی، بیروت، 1390ھ، ج11، ص222

Ib ne Hammam, Abdul Razzaq, Al-Musannif, Majlis ul Ilmi, Berut, 1390H, Vol: 11, Pg: 222

7 الطبری، جعفر بن جریر، تاریخ الامم والملوک، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، 1428ھ، ج1، ص30

Al-Tabri, Jafar bin Jareer, Tareek ul Umam wal Malook, Dar Ibn e Kasir, Berut, 1428H, Vol: 1, Pg: 30

8 المقریزی، تقی الدین ابی العباس احمد بن علی، کتاب الخطط والآثار، مکتبہ الثقافۃ الدینیہ، القاہرہ، 1987ء، ج:4، ص:273

Al-Maqraizi, Taqi ud Din Abi Abbas Ali, Kitab ul Khalat wal Asaar, Maktab tul Saqafatul Deeniya, Qahira, 1987, Vol: 2, Pg: 362

9 ایضا، ج:2، ص:362

Ibid, Vol: 2, Pg: 362

10 لوثروب ستودارد، حاضر العالم الاسلامی، دارالفکر بیروت، 1391ھ، ج2، ص293

Lo Saroob Satto daro, Hazir ul Aalim ul Islami, Dar ul Fikr, Berut, 1391H, vol:2, Pg: 293

11 ابن الحاج، محمد بن محمد بن محمد العبدری، ابو عبداللہ، المدخل، مکتبہ دار التراث، القاہرہ، س-ن، ج:1، ص202

Ibn ul Haaj, Muhammad bin Muhammad, Abu Abdullah, Al-Mudkhil, Maktaba Dar ul Turaas, Qahira, Vol: 1, Pg: 202

12 ابن واقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی، عالم الکتب، بیروت، 1404ھ، ص618

Ibn e Waqadi, Muhammad bin Umar, Kitaab ul Maghazi, Aalim ul Kutab, Berut, 1404H. Pg: 618

13 ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ بن محمد، ابو عمر، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، دارالجیل بیروت، س-ن، ج4، ص128

Ibn e Abdul Barr, Yousaf bin Abdullah bin Muhammad, Abu Umar, Al-Istiyaab fi Maarifa tul Ashaab, Dar ul Khail, Berut, Vol: 4, Pg: 128

14 محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 1992ء، ص248

Muhammad Hameed ullah, Dr., Khutbaat e Bahawalpur, Idara e Tahqeeqat e Islami, Islam abad, 1992, Pg: 248

[15] Philip Hatti, The History of the Arabs, Maccmillan and Company, London, 1953, Pg: 410

[16] A.D.Massers, Education in the Perspective of History, Longmens, London: 1963, Pg: 204

[17] بختیار حسین صدیقی، برصغیر پاک وہند کے قدیم عربی مدارس کا نظام تعلیم، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ، لاہور، 1986ء، ص5

Bakhtiyar Hussain Sadiqui, Barasagheer Pak o Hind ky Qadeem Arbi Madaris ka Nazaam e Taleem, Idar e Saqafat e Islamia, Club Road, Lahore, 1986, Pg: 5

[18] فلاحی، عبید اللہ فہد، ڈاکٹر، مدارس اسلامیہ کی دینی و دعوتی خدمات، ادارہ علمیہ جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ (یوپی) انڈیا، 2010ء، ص18

Falahi, Ubaid ullah Dr., Madaras e Islamia ki Deeni wa Dawati Khidmaat, Idara e Ilmiya, Azam Garh, 2010, Pg: 18

[19] ابوالحسن علی ندوی، مولانا، اسلام کے قلعے (مدارس دینیہ عربیہ) اور علماء ربانی کی ذمہ داریاں، شعبہ تعمیر وترقی، ندوۃ العلماء لکھنو، 1990ء، ص8

Abu Hasan Ali Nadvi, Moulana, Islam ky Qilay(Madaris e Deniya Arabiya) aur Ulama Rabbani ki Zimmedarian, Shuba Tameer o Taraqqi, Nadvat ul Ulama, Lackhnow, 1990, Pg: 8

[20] ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع البصری الزہری، الطبقات الکبری، دار صادر بیروت، س-ن، ج:2، ص375

Ibne Saad, Muhammad bin Saad bin Munee Al Basari, Al-Tabqaat ul Kubra, Daar Sadir, Berut, Vol: 2, Pg: 375

[21] عبد العظیم زرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن، مطبوعہ مصر، س-ن، ج2، ص55

Abdul Azeem Zarqaani, Manahil ul Arfaan fi Uloom ul Quran, Egypt, Vol: 2, Pg: 55

[22] عبد الفتاح ابوغدہ، الرسول المعلم واسالیب فی التعلیم، مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ بحلب، س۔ن، ص215

Abdul Fattah, Abu Ghada, Al-Rasool ul Muallim wa Asaaleeb fi Taleem, Maktaba ul Matbooyat il Islamiya, Pg: 215

[23] ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، مطبعۃ السعادۃ، مصر، 1351ھ، ج5، ص، 389

Ibn e Kasir, Immad ud din Ismail bin Umar, Al-Bidaya Wal Nihaya, Matba us Sayada, Egypt, Vol:5, Pg: 389

[24] الجهشیاری، محمد بن عبدوس، الوزراء والکتاب، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، قاہرہ، 1938م، ص12

Al-Jahshiyari, Muhammad bin Abdoos, Al-Wuzara e wal Kitaab, Mustafa Albab il Hibli, Qahira, 1938, Pg: 12

[25] ابو بکر النجاد، مسند عمر بن الخطاب للنجاد، جامعما لکتب الاسلامیہ، س۔ن، رقم الحدیث 41، ص72

Abu Bakr Al-Nijad, Masnad Umar bin Al-Khataab, Jamia tul Kutab ul Islamiya, Hadith: 41, Pg: 72

[26] المتقی الهندی، کتاب کنز العمال، حرف الجیم، کتاب الجهاد من قسم الاقوال، الباب الثانی فی آداب الجهاد، الفرع الثانی فی الرمی، المکتبۃ الشاملہ الحدیثیہ، ج4، ص355، رقم الحدیث 10871،

Al-Muttaqi ul Hindi, Kanzul Ammaal, Kitaab ul Jihaad min Qasam ul Aqwaal, baab ul Saani fi Adaab ul Jihaad, Maktaba Shamil aul Hadithiya, Vol:4, Pg:335, Hadith: 10871

[27] جاحظ، عمرو بن بحر بن محبوب بن فزارہ اللیثی، ابو عثمان، البیان والتبیین، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ 2004ء، ج2، ص92

Jahiz, Amr bin Bahr bin Mahboob bin Fazarda, Al-biyaan wal Tibiyeen, Maktaba Rashidia, Queta, 2004, Vol:2, Pg: 92

[28] ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد، تہذیب التہذیب، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، 2009ء، ج5، ص 53

Ibn e Hajar Asqalani, Shahabud din Abu Al-Fazal Ahmad bin Ali, Bin Muhammad, Tahzeeb ul Tahzeeb, Maktaba Rashidia, Queta, 2009, Vol:5, Pg: 53

[29] قاضی محمد مطیع الرحمن، امت مسلمہ کے موجودہ مسائل و درپیش چیلنجز اور ان کا تدارک سیرت طیبہ سے حاصل رہنمائی کی روشنی میں، وزارت مذہبی امور، اسلام آباد، 2007ء، ص312

Qazi Muhammad Muti ur Rehman, Ummat e Muslima ky Majooda Masail wa Darpaish Challenges aur Un ka Adraak Seerat e Tayaba sy Hasil Rahnumai ki Roshni main, Wazarat e Mazhabi Amoor, 2007, Pg: 312

[30] آزاد، محمد حسین، دربار اکبری، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، 2000ء، ص673

Azaad Muhamamd Hussain, Darbaar e Akbari, Qoomi Council Baraye Farooq e Urdu Zuban, 200, Pg: 673

[31] البقرۃ2:164

Al-Baqara 2: 164

[32] ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، امت مسلمہ کے موجودہ مسائل درپیش چیلنجز اور انکا تدارک سیرت طیبہ سے حاصل رہنمائی کی روشنی میں، وزارت مذہبی امور، اسلام آباد 2007ء، ص26

Dr. Hafiz Muhamamd Saani, Ummat e Muslima ky Majooda Masail wa Darpaish Challenges aur Un ka Adraak Seerat e Tayaba sy Hasil Rahnumai ki Roshni main, Wazarat e Mazhabi Amoor, 2007, Pg: 26

[33] ندوی، مولانا شہاب الدین، اسلام کی نشاۃ ثانیہ قرآن کی نظر میں، مجلس نشریات اسلام، کراچی، 1983ء، ص40

Nadvi, Moulana Shahab ud Din, Islaam ki Nashyat e Sania Quraan ki Nazar Main, Majlis e Nashriyat e Islam, Karachi, 1983, Pg: 40

[34] محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، نفیس اکیڈمی، کراچی، 1981، ج2، ص358

Muhamamd bin Saad, Tabqaat Ibn e Saad, Nafees Academy, Karachi, 1981, Vol: 2, Pg: 358

[35] ندوی، ابوالحسن، مولانا، سید، اسلام کے قلعے (مدارس دینیہ عربیہ) اور علماء ربانی کی ذمہ داریاں، شعبہ تعمیر و ترقی ندوۃ العلماء لکھنوء، 1990ء، ص16

Abu Hasan Ali Nadvi, Moulana, Islam ky Qilay(Madaris e Deniya Arabiya) aur Ulama Rabbani ki Zimmedarian, Shuba Tameer o Taraqqi, Nadvat ul Ulama, Lackhnow, 1990, Pg: 16